

ان غرض و مقاصد

- ۱۔ صحیح اسلامی اصولوں کے تحت مسلم جوانوں کی تعلیم
- ۲۔ تبلیغ و اشاعت و حفظ اسلام
- ۳۔ ایجاد و اشاعت علوم دینیہ
- ۴۔ ترویج دارالعلوم عربیہ
- ۵۔ اصلاح رسوم و بائعات
- ۶۔ نشر و اشاعت اسلامیت

# مجلس الاسلام

جمہوریہ  
مدینہ  
ظہور و تہجد

شرح چندہ

معاذین سے  
عوام سے  
برادریاں لکھیں  
تاریخ اشاعت  
ہر انگریزی ماہ کی یکم و ۱۵ کو  
پنجاب سے شائع ہوتا ہے  
قیمت ۱۰ روپے

جلد ۱۰ - بھیرہ پنجاب - ۴ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء - نمبر ۱۵

راولپنڈی میں "فوج محمدی" کے عظیم الشان مرکزی فوجی کیمپ میں مولانا ظہور احمد صاحب بکری کا خطبہ

جو نہرا ماہمدان ملت و مجاہدین انصار کی موجودگی میں ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء کو سربجے بعد نماز ظہر کیمپ میں دیا گیا جس نے راولپنڈی کے مسلمانوں کے دلوں میں مذہبی حرارت اور ولولہ عمل پیدا کر دیا

## اسلامی جھکا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد يا معشر الانصار واليهما المخلصون، آتانا الله اجمعين الله عليه وسلم في هذه غلاموں اور اسلام کے مجاہدین کا یہ پہلا شاندار مرکزی کیمپ شمالی پنجاب کے سب سے بڑے مرکز میں منعقد ہو رہا ہے آج اخبار اپنی حیرت افزا نگاہوں سے ہمتارے فقید المثال مظاہرہ کو دیکھ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی صحیح اسلامی تنظیم کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اس سربزیر پر ہزاروں جگہوں پر نکلے بیسوں فوجی مظاہرے ہوئے۔ فوجی کیمپ بھی عشرتی تنظیم کے دعویداروں نے لگائے۔ مگر اسلامی حکومت کے زوال کے بعد اپنی طرز کا اٹھایا اور پہلا خالص اسلامی اور فوجی مظاہرہ آج آپ کے سامنے ہو رہا ہے اس مظاہرہ سے ہمارا مقصد کسی طاقت سے ٹکراؤ پیدا کرنا نہیں ہے۔ ہم کسی جماعت کی تنقید یا مخالفت کیلئے

جمع نہیں ہوئے۔ ہم اپنے عمل سے دنیا کو بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر دنیوی مفاد کے لئے ممالک قائم ہو سکتی ہیں۔ ملک و قوم کے نام پر نوجوانوں کو جمع کیا جاسکتا ہے اور اگر دنیا میں مال و جاہ حکومت و آزادی کا نقشب العین جاذب توجہ ہو سکتا ہے تو ابھی مذہب کے نام پر نہ ملے والے سرفروشن کی بھی کمی نہیں۔ مادہ پرست دنیا خلاق و روحانیت کا پیغام سننے پر تیار نہیں مگر حجتی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیاؤں میں ابھی تک اپنی مقدس روایات کی حفاظت کا جذبہ موجود ہے مسلمان کی ترقی و فلاح اور آخری نجات کا دار و مدار اعتصام بجلل اللہ کے سوا اور کسی چیز پر نہیں ہے۔ مسلم قومیت کی تعمیر مذہب کی بنیادوں پر ہوتی ہے۔ مذہب کے سوا اور کوئی ایسا شے نہیں جو ہمیں ایک بنائے اور ایک قومیت کے سلسلہ کا پابند بنا سکے۔ مذہب اور اہل مذہب سے جس قدر بے اعتنائی ہوگی۔ اور جس قدر مذہب کی گرفت کمزور ہوگی،

اسی قدر تشت و افتراق اور فرقہ بندیوں میں اضافہ ہوگا بقول اقبال مرحوم  
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں  
رابطہ باہم جو نہیں محفل انجمن بھی نہیں  
دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں  
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی  
پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصار دیں میں ہو  
ملک و دولت ہے فقط حفظ حرم کا آگ شمر  
محمدی فوج کا قیام  
آج سے ڈیڑھ سال قبل خالص اسلامی مذہبی حلقوں میں محمدی فوج کے قیام کی تحریک ہوئی۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں یہ تحریک ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ سب سے پہلا اسلام اور خلق خدا کی خدمت اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہو کر اسلام اور خلق خدا کی خدمت میں حصہ لیا۔ کئی فوجی کیمپ ہوئے بالآخر آپ کے شہر میں اس بقیہ کا ذکر ملاحظہ کریں



سرم و بزم

اعتق

مجلس مرکزی حزب الانصار  
د فوج محمدی کی کارگزاری

# ملاحظہ

**بھیرہ،** دارالعلوم عزیزہ بھیرہ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ اتنا جاری ہے جو نماز فجر مسجد دروازہ چک والا میں مولانا عبدالحق صاحب قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔

شہر بھیرہ سے ۴۷ رضا کار راولپنڈی کیپ میں شریک ہوئے جن میں سے بارہ رضا کاروں نے آمدورفت میں تقریباً دو سو میل کا پہاڑی سفر پیدل طے کیا جس سے ان کا جذبہ انبار و عمل ظاہر ہو سکتا ہے۔

پنڈ وادان خان، مورخہ یکم دسمبر بروز جمعہ بمقام مسجد بھیرہ والی بعد نماز جمعہ شادانہ تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں امیر حزب الانصار اور مولانا عبد الرحمن صاحب میانوی کی بصیرت افزا تقریر ہوئی۔ خدام الاسلام کے رضا کاروں نے شہر میں فوجی مظاہرہ کیا۔ بھیرہ سے راولپنڈی کو پیدل جانے والے رضا کاروں کا پہلا قافلہ اسی روز پنڈ وادان خان پہنچا۔

خدام الاسلام نے ان کا شایان شان استقبال کیا۔ جب ناچارانہ تقسیم شدہ، حضرت مولانا حافظ حکیم عبد الرسول رضا بھیرہ کی مشہور عالم تصنیف ”نازبانہ نقشبندیہ“ عرصہ سے ناپید تھی۔ حزب الانصار کی طرف سے دوبارہ قلع کرانی گئی ہے۔ مولانا ممدوح نے اس تکمیل رٹوں کے اعتراضات کے مدلل جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ اور کھوف و سلوک، ذکر و اذکار کے متعلق حنفیہ شکوک کا اظہار حسبید تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص مشرقی کے چیلوں کی طرف سے کیا جاتا ہے ان سب کے معقول جوابات اس میں موجود ہیں۔ قیمت لاگت سے بھی کم یعنی صرف چار آنہ بھی گئی ہے خواہشمند اصحاب بہت جلد منیجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ سے ہر ٹکٹ بھیک کر طلب کریں۔

**راولپنڈی،** راولپنڈی میں فوج محمدی کے شادانہ فوجی کیپ کی مفصل کارروائی اشاعت آئندہ میں درج ہوگی۔ کیپ بر لحاظ سے کامیاب رہا ایک ہزار سے زائد تعداد میں مجاہدین کیپ میں شامل ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ مگر جو مجاہدین فوج محمدی کی مکمل دردی راہی فام میں نہ تھے۔ ان کو کیپ میں داخلہ کی اجازت نہ مل سکی۔ ۱۰-۹-۳۹ء دسمبر ۱۰ کو تین روزہ شہر میں فوجی مارچ ہوا۔ آخری دن خطبہ کے لیے مصنوعی جنگ ہوئی۔ خطبہ بر لحاظ سے محرکہ الارا اور حقان افروز ثابت ہوا۔ مصنوعی جنگ، دیکر ہزار مسلمان محمدی فوج کے نوجوانوں کی عمدہ عسکری تربیت، بہترین منبظ و نظم کے قائل ہو گئے۔

بذ۔ اور ۱۹ نومبر کا نہیں پہنچا۔ مجھے انتظار تھا کہ کم دسمبر کا پہنچ گیا جس کی وجہ سے مقنون کا سلسلہ درمیان سے رہ گیا۔ جو کہ اخبار کی شکل میں میرے نزدیک سب سے پہلی چیز اور عمدہ آپ نے شائع فرمائی۔ میرا بی فرما کر ۱۹ نومبر کا شمس الاسلام روانہ فرما کر شکور فرمائیں۔

جواب طلب امور کیلئے واپس لکھ دیا جائے۔

مغز صا صرا آفتاب کھنڈ کے درمیان ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء کی اشاعت کے صفحہ ۱ پر تبصرہ فرماتے ہیں کہ:-

”الامہ مشرقی کی تحریک خاکساران کی رو کے لئے ممدوحان ملت نے بہت سے طریقے رائج کئے لیکن ان سب میں بہتر اور کارگر طریقہ عسکری تنظیم کا ہے۔ اس جنگی دور میں مسلمان فوجی تنظیم کے لئے مضطرب ہیں مسلمانوں کا فوجی نظام کیسے رہا نہیں ہے۔ اسلئے مشرقی کے لیے چھپ کا شکار ہونے چاہئے۔ ہمیں۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ مشرقی کے عقائد درست ہیں اس کے باوجود یہ اشتیاق عسکری اس تنظیم میں داخل ہونے کے لئے مجبور کر رہا ہے، نہ اس کی شدید ضرورت بھی کہ کوئی ایسا فوجی نظام پیش کیا جاتا جس کے عقائد درست ہوں جس سے دین و ایمان سے باغ دھو بیٹھنے کا خطرہ نہ ہو۔ الحمد للہ ادارہ عالیہ عسکر یہ مجھ پر اسی ضرورت کو پورا کر دیا، ضرورت ہے کہ اس نظام کو جلد از حد فوجی تر بنا دیا جائے، تاکہ تحریک خاکسار کو پورا جواب ہو۔ اور ملت تباہی کے غام میں گرنے سے بچ جائے۔ مشرقی کے نزدیک محمدی کلمات پرستی ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بحث نہیں۔ اس لئے اس کے جواب میں حزب الانصار کا نام ادارہ عالیہ عسکر یہ محمدی رکھا گیا ہے۔ اس ادارہ سے نہ صرف اس فتنہ کا استیصال ہوگا۔ بلکہ مسلمانوں میں مجاہدین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار ہو جائے گی۔

جریدہ شمس الاسلام اسی ادارہ کا فوجی آگن ہو پہلے یہ ماننا تھا۔ اب پندہ روزہ ہو گیا ہے۔ ہلدی دعا ہے کہ یہ جریدہ اور ترقی کرے۔

مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ کی ترجمانی بھی یہی اچھا کرتا ہے۔ قادیانیت کے کاسر پر بھی کافی البرز شکن گزر رسید کرتا ہے۔ شیخ حضرت کی کاسر لیبیوں سے بھی بے خبر ہیں۔ یکم اکتوبر کے پرچم منظوم تاریخ سنیہ درج کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے شیعیت کے اصلی خدو خال صاف طور پر نظر آتے ہیں۔ غرض یہ اخبار خالین اسلام کے دانت کھٹے کرنے کے لئے بہت اچھا ہے۔

**برق آسمانی** جس میں میرزا نے قادیان کی اپنی قلمی اس کے سوانح و عقائد عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں نور الدین اور میرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے لیے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے میرزاؤں کا ناطقہ نیکہ دیا ہے۔ رعایتی قیمت ہر

ملنے کا پتہ منیجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

**شمس الاسلام کا دورِ جدید اور سہل معائنہ**  
۱۔ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب بھیرہ وی اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”شمس الاسلام کو موجودہ شکل میں دیکھ کر اور پڑھ کر دل باغ بارغ ہو جاتا ہے۔ جو ائمہ الدین ہر اچھا ہے۔ اس کا راز تو آید و مرداں جہیں کنند“

۲۔ رحیم یار خان صاحب پہاڑی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے تحریر فرماتے ہیں۔

”میری مدت سے خواہش تھی۔ کہ کوئی ایسا اخبار ہو۔ جو سیاست کے علاوہ اہل سنت و الجماعت کی تائید کی گوری اور مذہب حق اہل سنت کی تائید اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے شمس الاسلام کو دیکھ کر میری آرزو پوری ہوئی میں نے آپ کے اخبار کو ایسا ہی پایا جو خاص طور اسرافیل کی نالیت سے آپ نے جو خدمت کی ہے اس کا اجر خداوند تعالیٰ آپ کو دے گا۔ صورا سرافیل“ پڑھنے ہی مولانا۔۔۔ صاحب شمس الاسلام کے خریدار بن گئے ہیں کئی لوگ جو شیعوں کو اسلامی فرقہ سمجھتے تھے ان کے شکوک اس کے مطالعہ سے دور ہو چکے ہیں صورا سرافیل ایک مکمل ریکارڈ ہے جس کو میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ اور بوقت ضرورت نہایت مفید ثابت ہوتا ہے، اس کی موجودگی میں شیعوں کے ساتھ گفتگو کر نیچے لے اور کسی کتاب کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی“

۳۔ خباب محمد لیسین صاحب حیدری راجھی صوبہ بہار سے تحریر فرماتے ہیں:-

”شمس الاسلام کو اخباری صورت میں ہی جاری رکھئے۔ موجودہ سائز کے اخبارات کی جلد بندی بھی سال یا چھ ماہ کے لیے جونی ہو سکتی ہے شمس الاسلام کی موجودہ پالیسی کے ساتھ صحیح الخيال مسلمان کو کامل اتفاق ہے میں اس کی ساری چیزیں بہت پسند کرتا ہوں“

۴۔ حیدرانی شواہسی (پی) سے بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”آئندہ اشاعت کا پرچہ دس کے بجائے پندرہ روانہ فرمایا کریں۔ بفضل خداوندی امید تھی ہے کہ جریدہ شمس الاسلام کو فوری فروغ پائے گا۔ کافی دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ جریدہ مذکور میں کم از کم چار صفحات کے اضافہ کی ضرورت ہے“

۵۔ شملہ سے مولانا احمد حسن صاحب انصاری امام جامع مسجد تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”شمس الاسلام میرے پاس یکم نومبر کا پہنچ گیا“

۱۔ صورا سرافیل کے حرف چند نسخے ذخیر میں موجود ہیں خواہشمند اصحاب ہر کے ٹکٹ بھیک کر طلب کریں۔ ورنہ انہیں کسی قیمت پر بھی دستیاب نہ ہو سکتے۔ (منیجر شمس الاسلام بھیرہ پنجاب)



۱۶ دسمبر ۱۹۳۹ء

## شیعی مصالحت کا نفرس کا عبرتناک انجام

لکھنؤ میں گالی اچھی ٹیشن کے اختتام کے بعد شیعوں اور سنیوں میں مصالحت کرانے کے لئے ابوالکلام صاحب آزاد تشریف لائے۔ آپ نے شیعہ وسنی زعماء سے کئی بار گفتگو کی۔ سنیوں نے اپنے مذہبی حق کو قائم رکھتے ہوئے صلح کے لئے مکمل آمادگی کا اظہار کیا۔ مگر افسوس ہے کہ شیعوں نے سنیوں کے لئے درج صحابہ کا حق تسلیم کرانے سے صاف انکار کر دیا۔

اسی عرصہ میں شیعہ لیڈروں نے کانگریسی زعماء کے ساتھ ساز باز کا سلسلہ جاری رکھا۔ آل انڈیا شیعہ بولشیل کا نفرس کے سربراہ اور وہ کارکنوں نے کانگریس کی غیر مشروط حمایت کے ریزولیشن کا اعادہ کیا۔ کانگریس کے ساتھ خفیہ سازش کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہا۔ اور ابوالکلام صاحب آزاد نے سنیوں کو درج صحابہ کا حق استعمال کرنے سے باز رہنے کا منثورہ دیا۔ مگر سنیوں کے نمائندوں نے اس غیر معقول منشورہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابوالکلام صاحب نے ایک بیان، خیارات میں دیا جس میں سنیوں کے رویہ کو مناسب قرار دیا۔

چوہدری نعمت اللہ صاحب سابق جج ہائی کورٹ الہ آباد جیسے فراخ دل اور غیر جانبدار اور معزز بزرگ نے اس سلسلہ میں اخبارات میں ایک بیان دیا جس سے ابوالکلام صاحب آزاد کی روش واضح ہو سکتی ہے ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے چوہدری صاحب نے فرمایا کہ:-

”میں بلاتامل کر سکتا ہوں کہ اس معاملہ کو طے کرنے میں ہر وہ کوشش جس میں شہری حقوق کا لحاظ نہ رکھا جائے ناکامیاب ہی ہو سکتی ہے اور سوائے سنیوں کے اس اقلیت کے جو صرف خوردبین ہی کی مدد سے نظر آ سکتی ہے اور جو کہ سیاسی اقتدار پر مذہبی آزادی کو قربان کر سکتے ہیں۔ سنی بحیثیت مجموعی قطعی اس پریشاں نہیں ہیں۔ کہ اس مسئلہ پر بغیر شہری اور مذہبی حقوق کے امتیاز کے غور کیا جائے۔ سنی سب کمیٹی کی اپنی میننگ میں یہ کہا گیا تھا کہ سنیوں کو اپنے شیعہ بھائیوں سے کوئی مطالبہ کرنا نہیں ہے۔ سوائے اسکے کہ ان سے یہ استدعا کی جائے کہ وہ ہمارے مکمل قانونی حقوق میں خلل اندازی نہ کریں۔ حکومت نے بار بار اس بات کو بیان لیا کہ کہ پبلک میں خلفاء راشدین کی درج کا جلوس کی صورت

میں یا دوسری صورت میں پڑھنے کا سنیوں کو حق ہے۔ اور حکومت نے سنیوں کے اس حق کو تسلیم نہ کیا تھا۔ تو سنی سول کورٹ سے اپنے حقوق کے حق بجانب ہونے کا اعلان کرالیتے۔ اور متحدہ داران کے حق کو تسلیم کر لیا جانے کے بعد سنیوں کو اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کہ وہ سول کورٹ کا فیصلہ حاصل کریں۔ بلکہ اگر شیعہ اسکی مخالفت کرتے ہیں تو ان کو اس کے خلاف فیصلہ حاصل کرنا چاہئے۔ سنی ہمیشہ عدالت عالیہ کے فیصلے کے ماننے کیلئے تیار رہے۔ اور اب بھی تیار ہیں۔ سنی محسوس کرتے ہیں۔ کہ کشیدگی اور جھوٹا مطبوع ہے۔ لیکن وہ اچھی ٹیشن کے نتیجہ میں تصادم کو اس سے زیادہ مذموم خیال کرتے ہیں۔ سنیوں کے حقوق کے متعلق دلائل ایسے ہیں جن کا کوئی جواب ہو سکے۔ اور خود مولانا آزاد کا یہاں تک اس بات کو واضح کرنا ہے کہ مولانا نے سنیوں کے دلائل کو ایسا ہی سمجھا ہے۔ مولانا کے اس ختمش کی داد دیتے ہیں کہ دونوں فریقے آپس میں رواداری سے کام لیں۔ لیکن مولانا آزاد کو بحث و مباحثہ کے دوران میں ہم کو معلوم ہوا کہ یہ وہ رواداری نہیں ہے جس کی ہمہ درخوست کی گئی تھی بلکہ یہ محدودی ہے۔ جو سنیوں کو ان کے حق کے سلسلہ میں دی جا رہی ہے جسکے لئے وہ گزشتہ تیس سال سے اچھی ٹیشن اور قربانیاں کرتے آ رہے ہیں۔ سنی اس کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ کسی ایسے دن جلوس نہ لگائیں جس روز کہ شیعوں کا کوئی جلوس نکلتا ہے۔ تاکہ اس طرح تصادم کا کوئی امکان پیدا نہ ہو۔ اور حسیہ کہ حکومت کا کمپوٹ ہے۔ اس کے ذریعہ سنیوں کے جلوس پر سے پورے سال میں صرف ایک روز پابندی مٹائی گئی ہے۔ لیکن اچھی ٹیشن سنیوں کے اس حق کے تسلیم کرنے کی مخالفت میں ہے۔ میں نے مولانا سے دریافت کیا کہ آیا وہ سنیوں کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں جو کمپوٹ کے ذریعہ ان کو دیا گیا ہے۔ مولانا نے نفی میں جواب دیا شیعوں کی طرف سے جو اعلان مولانا نے تجویز کیا۔ اس میں سنیوں کے درج صحابہ کے حق کو کسی طرح تسلیم نہیں کیا گیا اور خلفائے راشدین کے احترام میں کسی محفل کے انعقاد کا حق تھا جہاں تک شیعوں کے اعلان میں سنیوں کے لئے کچھ بھی تھا وہ یہ تھا کہ مذہبی مجمع میں رجسٹر کرنا خیال کرنا مایوس (سیلا) میں سنی (الفاقہ طوریہ) خلفاء کی بزرگی بیان کر سکتے ہیں۔ اور یہ

اعلان بھی اس وقت شیعوں کی طرف سے ہونے والا تھا۔ جب سنی درج صحابہ کے جلوس سے درست برداری کا اعلان کریں۔ اور اگر سنیوں کے کسی طبقہ نے سنیوں کے اس اعلان کی خلاف ورزی کی تو اس طبقہ سے پبلک میں اظہار ناراضگی کرینگے۔ اعلانات کے ان مسودوں کو دیکھ کر سنیوں نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح مزید بحث ختم ہو گئی۔ قبل اسکے کہ یہ تجویز ان کے سامنے پیش کی گئی سنیوں نے مولانا کو ایک مسودہ پیش کیا کہ اگر شیعہ سنیوں کے جلوس کے حق کو حسیہ کہ کمپوٹ کے ذریعہ ان کو ملائے تسلیم کر لیں تو سنی بھی اس بات کا یقین دلانے میں کہ وہ اپنے سر طبقہ کو ترغیب دینگے۔ کہ کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے کہ شیعوں کے لئے دل آزار ہو سکے۔ واقعات بالکل اصل صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ اور اس سے پبلک خود فیصلہ کرینگے کہ سنی سمجھوتہ کی گفتگو کو کیا کیا بنانے میں کہاں تک ذمہ دار کے جاسکتے ہیں۔ میں جہاں تک خیال کر سکتا ہوں مولانا آزاد لکھنؤ ہفتہ اس غرض سے تشریف لائے تھے۔ کہ سنیوں کو ان کے حق درج صحابہ سے یا کم از کم خلفائے راشدین کے احترام میں کوئی منع کرنے سے محروم کر دیا جائے۔ اور ان کی کوشش خداد کتنی ہی نیک نیتی پر مبنی ہو لیکن وہ ایک طرفہ فنی اور اس میں سنی نقطہ نظر کا کوئی بھی لحاظ نہ رکھا گیا تھا۔

الفلاح لٹ ور ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء

اس کے بعد ابوالکلام صاحب نے مسلم ممبران اسمبلی کا ایک جلسہ منعقد کیا جس سے متعلق ۲۸ اکتوبر ان کے پراپیگنڈا میگزین ”مسٹر احمد خان“ نے انگریزی اخبارات کو ایک ذمہ دارانہ بیان دیا۔ جس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ

”مسلم ممبران ایوان قانون سازی یوپی کا نفرس نے متفقہ طور پر یہ قرار دیا ہے کہ لکھنؤ کے سنی درج صحابہ کے جلوس پر اصرار نہ کریں۔ جو کہ کسی طرح کوئی ضروری فعل نہیں ہے۔ البتہ ان کو اس کا پورا حق ہونا چاہئے۔ کہ وہ اپنے عقائد کے مطابق صحابہ کے صفات اور تہنیتیں اپنی مذہبی محفلوں میں پڑھیں“

اس بیان کے شائع ہوتے ہی مسلم ممبران اسمبلی میں سے چوہدری خلیفہ الزمان صاحب۔ مسٹر اقبال احمد خان مہدی اور مسٹر قاضی عدیل صاحب عباسی وغیرہ نے اس بیان کو سر اسر خالطہ انگیز اور خلاف حقیقت قرار دیا۔ ۳۰ اکتوبر کو مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں سنی مسلم لیگ کے سیکرٹری صاحب نے بھی مذکورہ بیان کو غلط قرار دیا۔ اور سر طبقہ کے سنی مسلمانوں نے مذکورہ بیان کے خلاف عزم و عقد کا اظہار کیا۔ مولانا ظفر الملک صاحب جیسے کانگریس کے حامی لیڈر کو کہنا پڑا کہ

”مجھے اس کا افسوس نہیں کہ مولانا ابوالکلام کی دونوں کانفرس میں نتیجہ نہیں۔ ان کے اختیار کردہ طریق کار کا یہی حشر ہونا اور ان کی اہل فریادہ ترکیبوں کا یہی نمونہ نکالنا تھا البتہ مجھے اس بات کا ضرور قلق ہے کہ ان کے سیاسی پیٹروں۔ اور سلفطانیانہ بازی گروہوں نے کانگریس کوئی کام اور طبقہ علماء دونوں کو لکھنؤ کے عائدہ مسلمانان تعلیم یافتہ طبقوں میں رسوا کر دیا“

معزز معاصر ”شہباز“ لاہور شیعوں کی حمایت اور سنیوں کی

کی مخالفت میں پیش پیش رہا تھا۔ مگر شیعوں کی سیاسی چال بازیوں سے متاثر ہو کر اسے بھی کمی پڑا کہ وہ جن دنوں مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھنؤ کے شیعوں اور سنیوں کے درمیان مصالحت کرانے کی ہم ہاتھ میں لی تھی۔ تو آپ نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا۔ کہ اگر کبھی اس کوشش میں ناکامی ہوئی تو اس معاملہ کو آل انڈیا کانگریس کی پارلیمنٹری سب کمیٹی کے سپرد کر دینا تاکہ وہ لڑی کی حکومت کے سامنے اپنی سفارشات پیش کر دے۔

مولانا آزاد کو قیمتی سے اس ہم میں ناکامی ہوئی۔ اور آپ نے اپنے اعلان کے مطابق اس معاملہ کو کانگریس پارلیمنٹری سب کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ لیکن قبل اس کے کہ وزارت دینی اس قضیہ کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرتی اسے خود مستعفی موزا پڑا۔ اب آل انڈیا سٹیج پولیسٹیکل کانفرنس کی سنٹرل سٹیجنگ کمیٹی نے دو قراردادیں منظور کی ہیں۔ ایک میں تو کانگریس کو یہ یقین دلایا ہے کہ چونکہ کانگریس اور شیعوں کا سیاسی عقیدہ واحد ہے اس لئے کانگریس کی جدوجہد میں اہل تشیع ان کی امداد کریں گے۔ اور دوسری قرارداد میں کانگریس پارلیمنٹری سب کمیٹی پر یہ الزام دھرتے ہوئے کہ وہ کانگریس وزارتوں کے مستعفی ہونے سے پہلے شدید سنی جھگڑے کا فیصلہ کر کے اس کا اعلان کر سکتی تھی جو اس نے نہیں کیا۔ یہ فیصلہ کیا ہے کہ حسب ملک کانگریس پارلیمنٹری سب کمیٹی کے فیصلہ کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک کانگریس کی امداد کے زیرو لیوٹس کو ناقابل عمل قرار دیا جائے گا۔

گویا شدید حضرات اب کانگریس سے یہ سودا کر رہے ہیں کہ ہم ہمارے حق میں فیصلہ کر دو ہماری نائی و حمایت تمہارے ہاتھ ہے ہمارے شیعہ بھائیوں کی ذمیت کا یہ نیا پہلو بہت انوسنٹ نام ہے ہم شروع ہی سے لکھتے آئے ہیں۔ کہ شدید سنی کا جھگڑا اپنے طور پر اور کسی غیر مسلم عنصر کی مداخلت کے بغیر طے ہو جانا چاہئے۔ ہم دونوں فرقوں کی خدمت میں مخلصانہ اور نیاز مندانه گزارش کرتے رہے ہیں کہ اپنے اپنے دل کھول کر نہایت اخلاص اور رواداری کے ساتھ اپنے خانگی جھگڑے کو مٹالیں۔ لیکن شیعہ بھائیوں نے پہلی غلطی تو یہ کی کہ اپنے مذہبی تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لئے غیر مسلم کانگریس سے التجا کی اور دوسری غلطی یہ کر رہے ہیں کہ کانگریس کے ساتھ سودا کر رہے ہیں۔ ہم اب بھی اہل تشیع کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اپنے سنی بھائیوں کے ساتھ آپس میں فیصلہ کر لیں۔ اور اپنی مذہبی خودداری کو سیاسی اغراض پھینک دینے چاہئیں۔ (ستہماز ۱۹ نومبر ۱۹۳۹ء)

اسی دوران میں شیعہ لیڈروں کی طرف سے تبراہی پیش دوبارہ شروع کرنے کی دھمکی دی گئی۔ خاکساروں کے لیڈر مشرفی صاحب نے بھی مدح صحابہ کے حق پر اصرار کرنے والوں کو واجب القتل قرار دیا تھا۔ خاکساروں نے حکومت یو۔ پی کے خلاف شورش برپا کر کے حکومت کے نام نہاد مظالم کا رونا رو کر عائدہ المسلمین کی ہمدردی حاصل کرنے میں کسی ہزٹاک کامیابی حاصل کر لی تھی۔ خاکساروں کی ہمدردی حاصل کر کے شیعوں کی

جروت بڑھ گئی۔ سورجہ ۱۲ نومبر کو شیعوں نے بابائے محلہ میں سنیوں کے مکانوں پر جاری جھنڈوں کے مٹائے جانے کا مطالبہ کیا جس کا نتیجہ خوفناک فساد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہم اس وقت کسی سنی اخبار کا اقتباس نقل کرنا نہیں چاہتے۔ شیعوں کے موقر جریدہ "قتیل" سورجہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۹ء کا اقتباس نقل کرتے ہیں تاکہ فساد کے اسباب کا قارئین کو علم ہو سکے۔

۱۲ (کل ۱۲) نومبر کو لکھنؤ میں پھر شدید سنی فساد ہو گیا جس میں ایک معتبر اطلاع کے مطابق ۴۰ سے زیادہ اشخاص زخمی اور ۳۰ لاکھ ہوئے۔ تقریباً ایک درجن مکانات تباہ و آتش کر دیئے گئے۔ ہم کو بلوہ کی تفصیلات کی حسب ذیل رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

فساد کی ابتدا علامہ ممدی کے تابوت کو پانے والے سے لے جانے پر ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تابوت کا جلوس چار شنبہ کے دن ۱۰ بجے شہر کو اٹھنے والا تھا۔ سید شہنشاہ حسین سیکڑی تابوت نے (انجمن گلستانہ حیدری) چار شنبہ کے دن حکام سے درخواست کی کہ پانے والے کے سنیوں کو سمجھا دیا جائے۔ کہ وہ رات سے جاری جھنڈے ہٹالیں جو انہوں نے مکانات پر لگا رکھے ہیں۔ اور سڑکوں پر بھی کہا جاتا ہے کہ مقامی حکام نے سنیوں کو بات چیت کی۔ لیکن سنیوں نے صحت نئے جھنڈے مٹا لینے پر آمادگی ظاہر کی اور پراٹھے جھنڈوں کے اتارنے سے انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں شیعہ علماء شمس العلماء مولانا سید نجم احسن صاحب اور شمس العلماء مولانا سیدنا حسین صاحب اور خان بہادر سید ممدی حسن صاحب سے بھی مشورہ لیا گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ شیعہ جلوس نہ لے جائیں تاکہ قہر تمام جھنڈے نہ مٹائے جائیں۔ کل شیعوں نے رات کو تابوت اٹھا دیا۔ لیکن پھر اس کو پولیس کی چوکی پر ڈھکی آغا میر کے متصل روک دیا گیا۔ کیونکہ اس وقت ملک حکام اور علماء شیعہ کے مابین گفت و شنید ہو رہی تھی۔

جلوس روک دیا گیا ۱۲ بجے دوپہر کے قریب بعض شیعوں نے جلوس والوں سے کہا کہ اب آگے بڑھو اور حکام کے فیصلہ کا انتظار نہ کرو۔ اسپر لوہا جو جم جس کا اندازہ ڈھائی سزار سے تین سزار تک کیا جاتا ہے ابوت لے کر پانے والے کی طرف چل پڑا اور وہاں جو ٹھوڑی بہت پولیس تھی اس کی پرواہ نہ کی۔ کہا جاتا ہے کہ پانے والے پر پہنچے کے بعد شہر ہجوم نے چند جھنڈے لگے اٹھا ڈالے تیرا پھا اور ایک لڑکے کو مارا۔ اس پر سنیوں نے مکانوں کی چھتوں پر سے اشیر پٹیں برساتی شروع کر دیں شیعوں نے سڑک پر سے وہیں پٹیں چن چن کر جواب دینا شروع کیا۔ یہ رد و بدل تقریباً دس منٹ تک جاری رہی اس کے بعد چاروں طرف بدھو سی پھیل گئی اور جلوس منتشر ہو گیا لیکن تابوت بخیر و عافیت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

سڑک پر متعدد اشخاص پر چاقووں اور قردلیوں سے حملہ کیا گیا۔ لیکن حملوں کی تعداد بہت زیادہ نہ تھی۔ اس بلوہ کی ایک انوسنٹ خصوصیت آتش زنی تھی۔ تقریباً ایک درجن مکانات میں آگ لگائی گئی۔ لیکن حضرت گنج اور

چوک کے فائر بریگیڈ نے عین وقت پر پہنچ کر شعلوں پر قابو حاصل کر لیا۔ (قتیل لکھنؤ ۱۲ نومبر) کانگریسی وزارت کے مستعفی ہوجانے کے بعد شیعوں کو اپنا زراویہ نگاہ تبدیل کرنا پڑا اور شیعوں کے جدید سیاسی عزم و اہم سے متعلق حسب ذیل بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے

۱۰ لکھنؤ ۱۲ نومبر ۱۹۳۹ء محمود آباد ممبر ایگزیکٹو کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کے چھوٹے بھائی مرزا جبار محمود آباد کی صدارت میں شیعوں کے مختلف گروہوں کے نمائندوں اور سرکردہ شیعہ لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک ریزولوشن کے ذریعے قراردادیں کیا کر شیعہ اقلیت کو سنی اکثریت سے خطرہ ہے اس لئے حکومت کو چاہئے کہ شدید اقلیت کے حقوق کی حفاظت کرے سنیوں سے شیعوں کو بالکل الگ حقوق دئے جائیں۔ یاد رہے کہ یہ امر کہ شیعوں کی نمائندہ انجمن آل انڈیا شیعہ پولیسٹیکل لیگ شریک انتخاب کے حق میں فیصلہ دے چکی ہے۔ مستذکرہ بالا کانفرنس میں شیعوں کی طرف سے جو مطالبات پیش کئے گئے ان میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) پراوشل لیجلیچر اور لوکل باڈیز میں شیعوں کو سنیوں سے الگ نمائندگی دی جائے (۲) گورنر اپنے خاص اختیارات و عمل میں لا کر شیعوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ (۳) ملازمتوں میں شیعوں کو خاص حصہ دیا جائے، (۴) شیعہ عبادت گاہوں پر شیعوں کا کنٹرول ہو (۵) شیعہ لٹریچر بھی شیعہ طلباء کے لئے نصاب تعلیم میں داخل کیا جائے وغیرہ۔ (ریپناب لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۳۹ء)

اس خبر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شیعہ لیڈر سنیوں کیساتھ کسی صورت میں بھی مصالحت پر آمادہ نہیں ہیں۔ اور سرسحاق سے عام سماجوں سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ کشش سنی لیڈر شیعوں کی اس روش سے سیاسی بصیرت حاصل کریں اور سنیوں کے سیاسی مستقبل کے متعلق بھی سنی نقطہ نگاہ سے معاملات پر غور کیا کریں۔

معاصر "طلوع اسلام" دہلی بھی لکھنؤ کے معاملہ میں سنیوں اور شیعوں کو گھٹیا مجرم قرار دیتا تھا۔ بالآخر وہ شیعوں کے دلائل و رویہ کے خلاف آواز بلند کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر اسے سید کلب عباس سیکڑی آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے ایک خط لکھا جس کے جواب میں دسمبر ۱۹۳۹ء کی اشاعت کے شمارے میں طلوع اسلام نے تحریر کیا ہے۔

"قارئین طلوع اسلام خوب جانتے ہیں کہ شدید سنی تنازعہ کی جھلکی ہماری روش میں گہم کی رہی جو لیکن ہم سید صاحب کے ادب و بات کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی اس پر غور فرمایا بھی خلیفہ گوارا فرمائی تھے کہ شدید حضرت کا طرز عمل کدھر اختلاف قلبی اور اجتہاد علی پیدا کرنے والے لکھنؤ کی کشش کے دوران میں یہاں تک کہ دیا گیا۔ کہ متذکرہ شیعہ حضرت کے مطالبات مان لیں تو انہیں اجازت ہوگی کہ مساجد کے سامنے ماحر جائیں اور مذہبی گاہوں کو فنانس روک دیں شیعہ حضرت کو ہدایت کی گئی کہ مذہب و فریاد فروخت کریں اور مسلمانوں کا شکاک کر دیں کئی ایشیوں کے لئے مسلمانوں سے الگ جدا کرنا انتخاب اور مخصوص نشستوں کی سوازیں پھیل ابھی حال میں یہ اعلان کیا گیا کہ شیعہ ایک جدا گانہ اقلیت ہیں! کیا سید صاحب یا انجمن آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے کبھی ان ص.....





## فوج محمدی کے انصاف

اسلام کے اک سچے وفادار ہیں انصار اسلام پر مریختے تو بتیار ہیں انصار سرفراز باطل کے تپتے جا کے سنا دو غافل تھے جو کل آج وہ ہتیار ہیں انصار حق گوئی و حق بینی کے موتی انہیں پر پھر لذت حق میں بھی تو سرشار ہیں انصار انکھٹا نے قدم ان کا شریعت کے مطابق پاکیزہ رفتار میں، گفتار میں انصار مومن سے محبت سے نو کافر سے عداوت وحدت کے فقط جگ میں پرستار ہیں انصار ملحد سے جو ہے بغض تو بس دین کیلئے ہے ہر جا یہ یونہی برسر پیکار ہیں انصار چاہتے ہیں دل و جاں سے بھلا خلق خدا کا باطل کا سے بکواس کہ خدا ہیں انصار بے دین سے تو کچھ ان کو سروکار نہیں ہے مومن سے تو مومن کے مددگار ہیں انصار دنیا میں کسی جاہ و مراتب کی غرض سے شرجوئی و شرداری سے بیزار ہیں انصار ہر چال شریروں کی مگر بھانپ میں لیتے رہتے ہی جو ان لوگوں میں بیدار ہیں انصار اسلام کی حرمت کی نگہبانی کریں گے، مقبول نظر احمد مختار ہیں انصار سوجان سے قربان ہوں یہ اس دین کے سچے جس کے کہ فقط آج نگہدار ہیں انصار دل کا سپن کماں ان کے کسی برقی و شرر کو خواہ ان کے سم سے سچے یہ ہر بار ہیں انصار (فضل الدین فضل کھیری)

**خاکساری قسم** (طبع جہاد صفحات ۹۲) یعنی مشرقی کے باجواہ کے مطالعہ کے بعد کوئی مسلمان اس تحریک کیساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا قیمت ۲۰ روپے محصول ارقمیت فی سیکڑہ ۵۰ روپے ۵۰ روپے کی قیمت آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک،

۳۔ اور ہمیشہ رہینگے۔ کوئی انہیں مٹا نہیں سکتا۔ یہ بڑے سخت جان ہیں۔ ان پر کئی حملے ہوئے۔ لیکن یہ نہ مٹ سکے کیوں؟ وجہ صرف یہی ہے کہ یہ اسلام کے سائے تلے ہیں اور اسلام ہمیشہ رہے گا۔ اگر کوئی بھی باقی رہنے کی ہوس ہے۔ تو یورپی ہندوستان پر چھوڑ دو۔ اور علماء کی نصیحت مانو اور اس پر عمل کرو۔ پھر دیکھو کہ سر بلند جوتے ہو یا نہیں۔  
**وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ**  
اند کے پیش تو گفتار ہم دل تو سیدم  
کہ تو آرزو ستوی ورنہ سخن بسیار است  
(مومن سرحدی تعلیم خود)

۲۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من مسئل عن علمہ ثم لکتمہ الحکم یومہ القیظہ بلجامہ من قاسر (احمد، البدایہ، ترمذی عن ابی ہریرۃ، ابن ماجہ عن انس)، علمائے کرام تم کے چھپانے سے ڈرتے ہیں وہ دنیا کی وطن و تشیع کی پرداہ نہیں کرتے کیونکہ دوسری صورت میں ان کے لئے وعید ہے اس کے علاوہ ایک اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ تم میں سے جو شخص کوئی بری بات دیکھے تو اسے مانتے سے روکے اگر نہ کر سکے تو زبان سے روکے اور اگر نہ کر سکے تو دل سے تو برا سمجھے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ علمائے کرام مانتے سے نورک نہیں سکتے زبان سے روکتے ہیں جیسر ناواقف لوگ اس قدر اعتراض کرتے ہیں۔

۳۔ علمائے کرام لوگوں کو کافر نہیں بناتے کفر سے بچاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ لوگو یہ باتیں کفر کی ہیں ان سے بچو۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ خدا اور رسول کا حکم یہ ہے اس پر چلو لوگوں اور گمراہوں کی باتوں پر نہ چلو۔ خدا اور رسول کا رستہ چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن آج کل کے لوگ ہیں کہ کسی کی باتیں سننے۔ خود گمراہ ہوتے ہیں اور پھر علماء کو برا بھلا کہتے ہیں کہ علماء ہمیں گمراہ کیوں نہیں ہونے دیتے۔

برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال اور احکام کی توثیق اور اس سے استنباط اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی سے بچو اور اصل اسلام کیطرت آؤ۔ اصل اسلام وہی ہے جو علماء کے پاس جنہوں نے اپنی جانب اس کے لئے دفع کی ہوئی ہیں۔ اور اپنی تمام عمر اس کے حاصل کرنے اور اس کی اشاعت میں صرف کر دی ہیں۔ اور صرف کر رہے ہیں۔

جہاں ہوں کہ یہ ایک موٹی سی بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مگر انگریزی علوم کے حاصل کرنے کے لئے تو سالانہ سال لگ جائیں۔ کافی عمر صرف ہو جائے تو حاصل ہوں اور دینی علم اتنا آسان ہے کہ اردو انگریزی خوان کو تراجم پڑھنے سے حاصل ہو جائے۔ اور علماء کو سالانہ سال میں حاصل نہ ہو۔ جب علم دین بھی ایک علم ہے اور وسیع علم ہے۔ اور اتنی حلیہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو سمجھ لو کہ دین ان کے پاس ہے جنہوں نے اس کے حاصل کرنے میں عمر صرف تنگی نہیں اور ان کے پاس نہیں ہے جن کی تمام عمر صرف ہوئی انگریزی ریاضی فلسفہ اور سائنس کے حاصل کرنے میں۔ اور جب حصول علم کا وقت گزر چکا تو لگے قرآن و حدیث پر مانتے صاف کر کے۔

برادران اسلام! خدا کے لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اسلام کو مضبوط پکڑو۔ اسلام علماء کے پاس ہے۔ یاد رکھو! خدا اسلام کا محافظ ہے۔ اسلام کو کوئی خطر نہیں اسلام ہمیشہ رہے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انتہائی حفاظت کا دم نہیں لیا۔ اگر ذرا لیا ہے تو اسلام کی حفاظت کا۔ اگر محفوظ رہنا ہے تو اسلام کے سائے تلے آ جاؤ ورنہ پس رہے ہو اور پسو گے اور تمہارا نام و نشان نہیں رہے گا اسلام کے لئے بے وفائی کر کے تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسلام بلند ہو اور بلند رہے گا۔ اسلام کے طہر واد یعنی علماء ہمیشہ رہے

ظَلَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَاتَ عَلَى ذَلِكَ لَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (متفق علیہ عن ابی ذر) ثابت ہوا کہ صرف ایک نعم زبان سے لا الہ الا اللہ کہ لینا کافی نہیں۔

۴۔ لا فکھض اهل القبلة کا جواب اور آچکا ہے کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تک مسلم کسی گناہ کو علانی نہ سمجھے اس کو ہم کافر نہیں کہتے ان کے قول کا جواب ان کے قول سے ہو گیا۔ کہ وہ مسلم کے کافر بننے پر قائل ہیں خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ یہ احکام ایک ناواقف شخص کے متعلق ہیں۔ لیکن جب ہم ایک شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تو پھر اس کے اعمال کے متعلق ہمیں کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص نہیں ملتا ہے۔ بہتیں السلام علیکم کہتا ہے تمہارے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ تو اسے حسن ظن سے مومن سمجھو۔ اور جب تک کفر کی بات اس سے ظاہر نہ ہو اسے کافر نہ کہو۔ یہ مطلب ہے ان آیات و احادیث کا جو پیش کی جاتی ہیں۔

۵۔ اب رہا علامات والاقوال اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ اگر کچھ ہے تو وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مومن ایک بات نہ کہتا ہے اور اس بات کی تاویل میں کی جائے۔ ان میں سے ۹۹ کفر کی ہوں۔ اور ایک اسلام کی۔ تو اس آدمی کی نسبت یہ حسن ظن کرتے ہوئے کہ اس نے کفر کی بات مراد نہ لی ہوگی۔ اسلام کی بات مراد لی جائے گی۔ اور اسے مومن سمجھا جائیگا۔ لیکن اگر یقیناً معلوم ہو جائے کہ اس کی مراد اسلامی بات نہیں۔ تو اسے بھی کافر سمجھا جائیگا۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ زید علم غیب جانتا ہے۔ تو ہم اس کی تاویل کرتے ہیں۔

(۱) ذاتی طور پر جانتا ہے۔ ۲۔ جن اس کو بتا جاتے ہیں۔ (۳) اسے وحی آتی ہے۔ (۴) وہ بخوبی ہے (۵) وہ رمال ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب تاویلیں کفریہ ہیں اور یہ تاویل کہ خدا کی طرف سے اسے بعض امور غیب پر اطلاع ہوتی ہے۔ یہ تاویل عین اسلام کے مطابق ہے۔ اس لئے اس کے قول کی یہ تاویل کی جائے گی اور اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ اس کی اس قول سے یہ مراد نہیں بلکہ یہی تاویلوں میں سے کوئی ایک ہے تو وہ مسلم نہیں ہو سکتا۔ یقیناً کافر ہو گا نیز اگر وہ شخص اپنے قول کا کفر پر مطلب بیان کر دے اور کہ دے کہ میرا عذیبہ دسی ہے۔ تو اسکی اپنی تشریح کے بعد اس کے قول کی تاویل کرنا بھی شرعاً جائز نہیں۔

یہ ہے مراد گول فتنہ کی جو بڑے شدید سے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ مراد نہ ہو تو دنیا میں کوئی شخص بھی کافر نہیں ہو سکتا۔ مزاحیوں۔ بہاویوں وغیرہ سب فرقوں میں ایسی لگی باتیں ہیں جو اسلام کی ہیں اور وہ ایک سے زیادہ ہیں۔ اسلئے وہ کافر نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ ان کے کفر پر بہت لوگ متفق ہیں۔

مکن سے کوئی سچلایہ کہدے کہ نہیں لوگوں کو کافر بنانے کا کیوں اتنا شوق ہے۔ اس کے تین موجب ہیں۔ ۱۔ خدا و رسول سے پوچھو کہ انہوں نے لوگوں کو کافر و منافق کیوں کہا۔

تایخ و عباد

# عہد نادر کا زین و آفتاب سنی و شیعہ اختلافات ختم کرنے کی مساعی جمیلہ

(از جناب مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جبراجپوری)  
بدرسللہ اشاعت گن نشستہ

مہابیوں کی طرح بھلے ہوئے گئے۔ اس وقت ہمارے لیے پشت اور گرد بھی اہم اور ناکشہوں کا جھوم دس ہزار سے کم نہ تھا۔ جو سب کے سب۔ خوش ہرور اور فرط مسرت سے آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دے دے تھے یہ مجلس گمن و خوبی جہاں شیعہ کے دن مغرب سے پہلے ختم ہو گئی۔ رات کو دس بجے شاہ کی طرف سے ایک آدمی آیا جس نے کہا کہ شہنشاہ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور آپ کی مساعی کے شکر گزار ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ کل ہی مجلس میں جب آج کی باتوں کا وعدہ پیمان ہوگا۔ اور سرفریق محضر پر دستخط کر چکا آپ بطور شاہد اور سرے وکیل کے موجود رہیں گے اور محضر کی پیشانی پر خود اپنے قلم سے اپنی شہادت تحریر کریں گے۔ اعلان لگائیں گے۔

میں نے کہا سب جہنم میں اس حکم کی تعمیل کر دیں۔ دوسرے دن یعنی چھٹیشہ ۲۵ شوال کو فریق علی کے سامنے دوسرے پہلے اجتماع ہوا۔ ہم سب لوگ وہاں پہنچے۔ حاضرین کی تعداد کم سے کم ساٹھ ستر تھی۔ محضر نامہ سات باشت کے کاغذ پر فارسی زبان میں لکھا گیا تھا۔ ملا باشتی نے مفتی کا قاصد حسین کو جو بلند آواز شخص تھا۔ اس کے سنانے کا حکم دیا۔ اس نے جمع عام میں پڑھا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

”اللہ جل شانہ اس دنیا میں سلسلہ وار رسول بھیجا۔ ہا۔ سب کے آخر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ جنہر رسالت ختم کر دی ان کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ کو ان کا جانشین بنایا۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت علیؓ نے بھی بطریق خاطر بلا جبر و اکراہ بیعت فرمائی۔ اھ۔ باجاء صحابہ وہ امت کے امیر اور خلیفہ ہو گئے پھر انہوں نے بذریعہ عدل کے عمر بن خطابؓ کو اپنا جانشین کیا۔ ان کے ہاتھ پر بھی جلد اصحاب نے منہ جنت علی رضی اللہ عنہ کے خوشی کے ساتھ بیعت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ خلافت کو اپنے بھائی امیر وادوں میں بطور شریک کے چھوڑ دیا جن میں سے ایک علی رضی اللہ عنہ ابی طالب بھی تھے۔ کثرت رائے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ وقت صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یہ چاروں خلیفہ ایک زمانے میں تھے ان میں سے کسی کو بھی باہم کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی تعریف کرتا تھا۔ اور ایک کہ جب علی رضی اللہ عنہ سے شیخین کی بابت سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ دونوں امام عادل اور بہتر تھے اور اسی پر رہے۔ اسی طرح جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ تم میں علی موجود ہیں پھر بھی تم میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہو۔

ابلیہ ایران باہم کو یقین رکھنا چاہیے کہ ان کی فضیلت اور خلافت اسی ترتیب پر ہے جس طرح بیان کی گئی

ملا باشتی، منہ حرام ہے جو اس کی حلت کا قائل ہو۔ وہ سنیہ ہے۔

سبحر العلم، تم علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ دینے سے منع کرنا کہتے ہو کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی خلیفہ ہے۔

ملا باشتی، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کی خلافتیں بھی اسی ترتیب کیساتھ ہیں

سبحر العلم، تمہارا اصول اور عقیدہ کیا ہے؟

ملا باشتی، ہم ابوالحسن اشعری کے عقیدہ پر ہیں۔

سبحر العلم، شرط یہ ہے کہ شرع کی کسی حلال چیز کو حرام یا حرام کو حلال نہ بناؤ۔

ملا باشتی، یہ شرط منظور ہے۔

سبحر العلم، اس کے بعد پھر اور شرطیں بھی پیش کریں۔ جن کو کفر سے علاوہ تھا۔ ملا باشتی نے ان سب کو قبول کیا۔

پھر کہا کہ جب ان سب امور کے ہم پابند ہو گئے۔ تو اب تم کو ہمارے مسلمان شمار کرنے میں کیا عذر ہے؟

سبحر العلم، شیخین پر تبرک کر رہے۔

ملا باشتی، ہم نے اس کو چھوڑا۔

سبحر العلم، دینک سکوت کے بعد لیکن شیخین کو برا کہنا تو کفر ہے۔

ملا باشتی، خواب ہم نے تو اس کو چھوڑ دیا پھر بھی آپ ہم کو کفار کہتے رہیں گے۔

سبحر العلم، ہر صورت سب شیخین تو کفر ہے

مراد سبحر العلم کی یہ بھی کہ سب شیخین چونکہ کفر ہے، اور جس سے کفر صادر ہو مذہب حنفی کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں۔ پھر میں کیسے تسلیم کر لوں کہ شیعہ مسلمان ہیں

جب کہ یہ کفران سے سرزد ہو چکا ہے۔

اس فریق افغان ملا حمرہ نے کہا کہ نادی خواجہ ایک انتہائی پاس کوئی ثبوت موجود ہے کہ ان کے سب شیخین کا کفر صادر ہوا ہے جو ہم ان کی توبہ قبول نہیں کرتے سبحر العلم نے کہا کہ نہیں۔ ملا حمرہ نے کہا۔ کہ جب وہ جنتی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تیرا نہیں گے تو پھر اسے قبول کر لینے میں کوئی شے الٹ ہے۔ اس پر سبحر العلم نے کہا کہ اچھا یہ لوگ بھی مسلمان ہیں۔ جو ہمارے حقوق وہ ان کے حقوق۔

جب بات طے ہو گئی۔ تو شیعہ، حنفی اور شافعی، تینوں فرقوں کے علمائے امراء اور اعیان کھڑے ہو گئے۔ باہم مصافحہ اور مناظرہ کرنے لگے۔ اور ایک دوسرے سے بھڑکے ہوئے

مختلطے عرصہ کے بعد علماء ترکستان آئے جن کی تعداد سات تھی۔ ان کے آگے ایک شیخ تھا جس کے چہرہ سے رعب اور وفار برستا تھا۔ ایک بڑا عمامہ سر پر دیکھنے والے کو خیال گذرتا تھا کہ امام اعظم رحمہ کے شاگرد رشید امام یوسف جیلانی سے ہیں۔ یہ رائیوں نے اس خیال سے کہ میں ان سے کوئی بات نہ کر سکوں مجھ سے پندرہ آدمیوں کے فاصلے پر بائیں طرف ان کو بٹھایا۔ اسی طرح افغانی علماء کو بھی دائیں طرف مجھ سے دور جگہ دی۔ ترکستانی علماء کے نام یہ ہیں۔

(۱) علامہ نادی خواجہ سبحر العلم قاضی بخارا حنفی (۲) تیسرے علامہ صدور بخارا حنفی۔ (۳) قلندر خواجہ بخاری حنفی (۴) ملا امید صدور بخاری حنفی (۵) بادشاہ میر خواجہ بخاری حنفی (۶) مرزا خواجہ بخاری حنفی (۷) ابراہیم بخاری حنفی۔

جب مجلس بیٹھ چکی ملا باشتی نے سبحر العلم کو مخاطب کیا اور کہا۔ آپ اس شخص (میری طرف اشارہ کر کے) کو پہنچا تو

میں سبحر العلم نے کہا کہ نہیں۔ ملا باشتی نے کہا کہ یہ فضلاء و اہل سنت ہیں سے ہیں۔ شیخ عبداللہ آفندی۔ ان کو احمدیاشنا والی لہذا

نے شاہ کے حسب طلب بھیجائے تاکہ اس مجلس میں ہمارے نگران اور شاگرد ہیں۔ شاہ نے ان کو اپنا وکیل بنا دیا ہے۔ جن امور پر ہمارا اتفاق ہونا چاہئے گا یہ شاید رہیں گے۔ لہذا آپ ان تمام امور کو بیان کریں۔ جن کی بنا پر ہم شیعوں کی تکفیر کرتے

تاکہ اگر واقعی وہ موجب کفر ہوں تو ہم ان سے باز آجائیں۔ ورنہ حقیقت میں تو ہم کافر نہیں ہیں۔ خود امام ابو حنیفہ کے نزدیک بھی۔ چنانچہ جامع الاصول میں ہے کہ اسلام کے پانچ مذاہب

ہیں۔ جن میں سے ایک مذہب جعفری بھی ہے۔ اسی طرح صاحب مواقف نے بھی امامیہ کو اسلام کا ایک فرقہ تسلیم

کیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول فقہ اکبر میں ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں سمجھتے۔ شاید بدایہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ صحیح یہ ہے کہ امامیہ اسلام ہی کا ایک فرقہ ہے۔ لیکن باوجود

متفقین کی ان تصریحات کے بھی متنازعین نے غلو اور غضب سے کام لے کر ہم کو کافر بنا کر شروع کیا جس طرح ہمارے فرقہ کے لوگوں نے اہل حقین سینوں کی تکفیر شروع کر دی حالانکہ

ہم کافر ہیں نہ تم۔ ہر صورت ہمارے اندر کفر کی جہاتیں آپ کے خیال ہوں۔ ان کو ظاہر کیجئے۔

سبحر العلم، سب شیخین

ملا باشتی، ہم نے اس کو چھوڑا

سبحر العلم، تم صحابہ کرام کو کفار، مرند اور گمراہ کہتے ہو۔

ملا باشتی، سارے صحابہ عدل ہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سبحر العلم، منہ کو حلال سمجھتے ہو۔

# خاکسار اور مسلم لیگ

(راز آقا مرتضیٰ احمد خان صاحب امیر شہباز)

خاکساروں کا اسبوعی ترجمان "الاصلاح" اس امر کا بار بار اعلان کر چکا ہے کہ خاکساروں کی تحریک کوئی سیاسی تحریک نہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو خاکسار بننے کی دعوت دیتا ہے چونکہ خاک ایک سیاسی جماعت نہیں۔ اور اگر ہندوستان کے سارے مسلمان اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ تو مسلمانوں کے سیاسی مسائل کون حل کرے گا؟ "الاصلاح" مورخہ ۲۲ نومبر کے صفحہ ۱۱ سے مندرجہ ذیل سطور نقل کی جاتی ہیں :-

خاکسار تحریک کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ وہ ہندوستان کی تمام موجودہ سیاسی یا فرقہ دارانہ احمیوں سے الگ تھلگ رہے۔ وہ کسی انجمن کا خاص طور پر مخالفت نہ ہو اس کے پیش نظر سب سے یکساں اور روادار سلوک کرنا۔ لیکن سب پر اپنی روحانیت اور طاقت سے غالب آنا ہو۔ اس بنا پر کانگریس یا مسلم لیگ یا کسی اور جماعت سے نہ ہماری دوستی ہو سکتی ہے نہ دشمنی تحریک کا اصل اصول سب اقوام میں رواداری اور موجودہ سیاست کے تخیل سے علیحدہ رہنا ہے۔

یہی اخبار دسمبر کی اشاعت میں سرورق پر اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ مسلم لیگ "واحد سیاسی اور فرقہ دارانہ جماعت" ہے ہم "الاصلاح" کی دونوں باتوں کو اگر تسلیم کر لیں تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ خاکسار سیاسی جماعت نہیں ہے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت ہے اسی اشاعت میں مسٹر جناح کو خاکسار بننے کی دعوت دی گئی ہے۔ اب اگر مسٹر جناح خاکسار بن جائیں۔ تو لازمی طور پر ان کا سیاسی مسائل سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس صورت میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل کو حل کرنے والا کون ہوگا؟ اگر خاک ایک سیاسی جماعت نہیں اور لیگ کو وہ سیاسی جماعت خیال کرتے ہیں۔ تو ان کا مسٹر جناح کو خاکسار بننے کی دعوت دینا کیا معنی ہے؟ اور اگر خاکساروں کا سیاست کے میدان میں چہلپت کرنے کا خیال ہو تو وہ "اس واحد سیاسی جماعت میں یکپارہ شریک نہیں ہو جائے۔" رشتہ ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

**ضرب کاری بر مذہب خاکساری، اس میں صفحہ کے**  
رسالہ میں مشرقی کے عقائد کفریہ کے خلاف مصر، ترکی، بیت المقدس اور مغلطہ کے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی علماء کرام کے فتاویٰ درج کئے گئے ہیں اصل عربی عبارتوں کے ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے قیمت فی نسخہ دو پیسے

**اجتناب التحقیق،** صدای علماء کا متفقہ فتویٰ دربارہ عدم جواز نکاح شیعہ، اشیعہ، کے علاوہ شیعہ و میزائی مذہب کے کفریہ عقائد بھی واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں قیمت ہر

۴ عثمانی سفیر نے دستخط کئے۔

(ماخوذ)

میں نے لہا کہ انشاء اللہ سارا ایران جیسے پہلے سنی تھا۔ اب پھر ہو جائے گا۔ شاہ نے کہا رفتہ رفتہ۔ اس کے بعد سارا کھلا کر بولا کہ میں اگر فخر کروں۔ تو کہہ سکتا ہوں کہ میری ذات اس وقت مجموعہ ہے چار عظیم الشان سلاطین کا یعنی ہندوستان، افغانستان، ایران، اور ایران۔ کیونکہ ان چاروں ممالک کی زمام حکومت میرے ہاتھ میں ہے لیکن رفع تیرا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ تاہم اللہ ہی نے یہ امر حاصل ہوا ہے۔ اور چونکہ میں زلیخوں۔ اس لئے تمام عالم اسلامی کی یہ خدمت سمجھتے ہوئے ہوں۔ مجھے امید ہے کہ صاحب کرام میرے اس نخل سے خوش ہو گئے۔ اور آخرت میں میری شفاعت کو بیچے اس کے بعد مجھ سے کہا کہ تم ابھی کچھ جاؤ۔ کل جمعہ ہے اور میں نے حکم دیا ہے کہ جامع نو میں جمعہ پڑھا جائے اور منبر پر حسب ترتیب خلفاء کا نام لیا جائے۔ تم قرین خلیفہ عثمانی کے لئے دعا کی جائے اس کے بعد میرے لئے کیونکہ میں ان کو اپنا بڑا اور بزرگ بھائی سمجھتا ہوں۔ ان کے باپ، دادا، پشتہائیت سے اسلام کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ میں جب دنیا میں آیا۔ تو میرا باپ سلطان نہ تھا میں دربار سے واپس آیا۔ دیکھا کہ سرسبز جمہور میں ایرانی بیٹھے ہوئے اسی یشاق کا تذکرہ کر رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فضائل آیات و احادیث سے نکالنے اور شانانہ صغویہ کی اس رسم تبرا پر نالیندہ بدگئی کا اظہار کرتے ہیں۔

دوسرے دن اعتماد الدولہ ظہر کے وقت مجھے لینے کے لئے آیا کہ چلکر جمعہ میں شرکت کروں۔ میں نے کہا کہ جامع کو فہ میں حنفیہ کے نزدیک بھی جمعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آبادی نہیں ہے۔ اور شافعیہ کے نزدیک بھی کیوں کہ باشندوں کی تعداد چالیس تک نہیں پہنچتی۔ اس نے کہا کہ آپ جمعہ نہ پڑھیں ہاں تو صرف آپ کی موجودگی درکار ہے۔ چنانچہ میں گیا۔ جماعت میں امراء خوانین، علماء اور عوام تھیں پانچزار تھے۔ منبر پر شاہی امام تھا۔ اس نے خطبہ میں خلفاء کا حسب ترتیب نام لیا۔ اور ان کی مدح کی۔ پھر خلیفہ عثمانی اس کے بعد نادر شاہ کے لئے دعا مانگی۔ اور امامیہ قاعدہ کے مطابق نماز پڑھائی۔ شام کے وقت شاہ نے مجھ واپسی کی اجازت دی اور میں لب راہ کو روانہ ہو گیا۔

صاحب جہاں کشائے نادر نے لکھا ہے کہ نادر شاہ نے مرزا محمد علی نائب وزیر کو روانہ کیا کہ وہ تمام ایران میں دورہ کر کے خطبوں میں خلفائے اربعہ کا نام داخل کریں اور سارے ملک میں اس محضر کی اشاعت کے لئے جلیل کرائیں۔ باب عالی میں بھی یہ ساری کیفیت لکھ کر درخواست کی کہ اب خلیفہ کو اس کے پانچوں مطالبات منظور کر لینے چاہئیں ایک مدت تک سفیروں کی آمد و رفت ہوئی یہی نگر ترکی کے شیخ الاسلام اور سلطان محمود خان نے اس کی دو باتوں سے انکار کر دیا یعنی نہ مذہب حنفی کی صحت تسلیم کی۔ نہ کعبہ میں پانچوں مصلے منظور کیا۔ باقی تین مطالبات تسلیم کر لئے۔

نادر شاہ بھی مصلحت وقت دیکھ کر ان دو امور کے مطالبہ سے دست بردار ہو گیا بالآخر محرم سنہ ۱۱۳۹ میں فریقین میں عہد مصالحت لکھا گیا جس پر سلطان کی طرف سے طیف تدری

سوچو شخص ان کی تحقیر یا ان کی بابت کوئی ناشائستہ کلمہ زبان سے نکالے گا۔ اس کا مال اولاد، اور خون سب شمشاہ کے لئے حلال ہوگا۔ اور آپ کے اللہ، ملائکہ اور جبرائیل نوع انسان کی لعنت ہوگی۔ میں نے صحرا و معان میں تخت نشین کے وقت یہی عہد لیا تھا۔ اب جو کوئی صحابہ کو برا یا شیخیں پر تبرا لکھے گا۔ اس کو اس کے اہل و عیال سمیت قید کر دوں گا۔ اور مال و جاؤ ضبط کر لوں گا یہ بدعت ایران میں کبھی نہیں تھی۔ اس کا ظہور اسماعیل شاہ صفوی کے عہد صفیہ سے ہوا جواب تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔

یہ جہہ شاہ کی طرف سے تھا۔ اس کے نیچے چند سطر میں جن میں باشندگان ایران کی طرف سے عہد لکھا کہ :-

در ہم صحابہ کو برا نہ کہیں گے۔ اور تیرے سے دست بردار ہوئے۔ خلفائے اربعہ کی فضیلت اور خلافت کے ہم اسی ترتیب کے ساتھ قائل ہیں جو اس محضر میں مندرج ہے۔ جو اس کے خلاف کرے۔ اس پر اللہ کی لعنتوں کی اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو۔ اور شمشاہ کے لئے اس کا مال و عیال اور خون حلال ہے۔

اس کے نیچے علماء اور عہد ایران کے دستخط ہوئے اور ان کی مہر لگائی گئیں۔ پھر اس کے بعد یہی مضمون چند سطروں میں کچلا بخت، حملہ اور خوار کے باشندوں کی طرف سے تھا۔ اس پر ان کی مہر ثبت ہوئیں۔ مہر لگانے والوں میں سید نصر الدین قطر اور شیخ جواد حنفی وغیرہ ممتاز افراد تھے۔

پھر اس کے تحت میں چند سطر میں علماء افغانستان کی طرف سے تھیں۔ کہ ایرانی جب ان باتوں کی پابندی کریں گے جو اس محضر میں ہیں تو ہم ان کو کافر نہیں سمجھیں گے۔ بلکہ ان کو اپنے بھائی مسلمانوں کا ایک فرقہ تسلیم کریں گے۔ اس کے نیچے ان کے دستخط ہوئے اور ان کی مہر لگائی گئی۔

بعینہ یہی مضمون ترکستانی علماء کی طرف سے بھی تھا، انہوں نے بھی اس پر مہر لگائیں۔ عنوان پر میں نے اپنی شہادت لکھ کر دستخط کیا اور مہر لگائی۔

جب یہ تمام کارروائی ختم ہو گئی تو مجمع سے ایک خوشی کا نعرہ بلند ہوا۔ سنی اور شیعہ سب کے سب فرحناک تھے، اور نہایت گر خوشی سے باہم گلے رہے تھے۔ اس کے بعد شاہ کی طرف سے چاندی کی تینہوں میں خدام جلوے اور مٹھائیاں لئے ہوئے آئے اور خالص سونے کے جڑا و عطر دانوں سے خوشنک و عینر سے بھرے ہوئے تھے صحیح کی خاطر کی گئی۔

پھر شاہ نے مجھ کو بلایا۔ اور کہا کہ میں آپ کا اور ساتھ ہی احمد خان (پاشا) کا شکریہ ادا کروں کہ مسلمانوں کو باہمی تکفیر، اور خونریزی سے بچانے میں سعی فرمائی۔ میں ازراہ شکر کہ ازراہ فخر یہ کہتا ہوں کہ اس کام کو اللہ نے میرے ہاتھ سے کر لیا کہ صحابہ کرام پر تبرا لگانے سے لوگ تباہ ہوئے ورنہ سلاطین عثمانیہ نے کس قدر خونریز جنگیں کیں۔ اور بارہا لشکر لیکر چڑھائی اور لڑائی کرتے رہے۔ مگر یہ سعادت ان کے حصہ میں نہ تھی اور میں نے بلا ایک قطرہ خون نہ بھائے شایان صغویہ کی اس بدعت قبیح پر جو سارے ملک پر چھائی ہوئی تھی۔ رفع حاصل کر لی



# حیات مسیح علیہ السلام اور امام بخاری

(امام مولوی حبیب اللہ صاحب امی نسوی)

## خاکسار وقار

حاجی قلی نے "احسان" کے خاکسار امیر حنا وقار انالوی سے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ خاکسارین کئے ہیں۔ نو علامہ مشرقی کے فلسفہ "اطاعت امیر بلا شرط" کے متعلق مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ اس فلسفہ کی بنا پر علامہ مشرقی کا حضرت امام حسین علیہ السلام کو "باغی" اور مقتدر صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "مناقیق" قرار دینا آپ کے خیال میں کس حد تک جائز ہے وقار صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ تحریک خاکساراں کو علامہ مشرقی کے مذہبی عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں۔ خوب! گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرقی صاحب کا عقیدہ تو غلط ہے۔ لیکن تحریک اس سے بے تعلق ہے اگر یہ بات ہے تو وقار صاحب حرارت کر کے صاف لفظوں میں اقرار کیوں نہیں کرتے۔ کہ مشرقی صاحب کا مذکورہ بالا عقیدہ غلط ہے۔ اور اگر مشرقی صاحب درست کہتے ہیں۔ تو وقار صاحب ان کی تائید کیوں نہیں کرتے؟ اور وقار صاحب اس معاملہ میں مشرقی صاحب کے عقیدے سے بے تعلق کا اظہار کیوں کر سکتے ہیں؟ اطاعت امیر بلا شرط خاکسار تحریک کا بنیادی مسئلہ ہے اور مشرقی صاحب نے اسی لئے حضرت امام حسین علیہ السلام کو باغی قرار دیا کہ انہوں نے امیر کی اطاعت نہیں کی۔ اگر وقار صاحب اس معاملہ میں مشرقی صاحب سے اختلاف رکھتے ہیں تو وہ خاکسار ہی کیوں کر رہ سکتے ہیں؟ یہ عجیب بات ہے کہ وقار صاحب خاکسار بھی ہیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کے خروج کے معاملہ میں اپنے امام و مقتدی سے اتفاق نہیں رکھتے گویا دبی زبان سے "اطاعت امیر بلا شرط" کے عقیدے سے ہی انکار کر جاتے ہیں۔ خاکسار تحریک کا مقصد غلبہ اسلام بھی بتاتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ اس تحریک کے دولہے ہندوؤں کے لئے بھی کھٹے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ دیتے ہیں کہ اولی الامر کے ساتھ "دشمن" بھی تو ہے۔ لیکن کھل کے کچھ نہیں کہتے۔ (رہنما ۷ دسمبر ۱۹۸۷ء)

**اعتذار** "مسلم لیگ اور خاکسار" کے عنوان سے جو مقالہ افشاہیہ شائع ہو رہا تھا۔ اس کی قسط چہارم اس اشاعت میں درج نہیں ہو سکی۔ لکھنؤ کی مصالحت کانفرنس کے نتیجے میں قارئین کو مطلع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں قسط چہارم شائع ہوگی۔ (مدیر)

۳ ہے اس کے معنی صاف ظاہر ہیں کہ اسماعیل اللہ یعنی گندم گون ہیں۔ کیونکہ جب کوئی رنگ نائل بہ سرخی و سفیدی ہوتا ہے اسی کو آدم یا اسماعیل اللہ کہتے ہیں۔

(دیکھو مولوی سید محمد احسن صاحب مرزا کی کتاب مسک المعارف ص ۱۸)

بہ قبل مؤلفہ و يوم القيمة يكون عليهم شهيداً یعنی نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر اللہ ضرور ایمان لا بیٹھے حضرت عیسیٰ کے ساتھ ان کی وفات سے پہلے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوگا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی ابن مریم نازل ہونے والا ہے جو عیسیٰ ابن مریم ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا ہے کیونکہ جلد اول کے صفحہ پر یہ روایت بھی موجود ہے۔

در ان اجاھر برتہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا اولی الناس بابن مریم والا نبیاء اولاً و علات لبین مدینی و بدینہ نبی (ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ کہ حضور پر نور فرماتے تھے۔ کہ میں لوگوں سے قریب تر ہوں۔ عیسیٰ ابن مریم سے اور پھر علاقائی بھائی ہیں۔ اور میرے اور ابن مریم کے درمیان کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ (فسطی) قرآن مجید کی سورۃ المؤمنون کی آیت و جعلنا ابن مریم و امہ ایہ و اوینہما الی سر لوت ذات قرار و معین اور سورۃ زخرف کی اس آیت و لما ضرب ابن مریم مثلاً میں ابن مریم سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ ابن مریم ہی ہے مسیح بخاری شریف کی جلد اول کے صفحہ ۲۹ پر بھی "ابن مریم" کا ذکر خیر ہے کسی مثل مسیح کے آنے کی خبر نہیں ہے۔

۲۔ مسیح بخاری شریف کی جلد اول کے صفحہ ۲۹ پر ہے۔ رابی العالیۃ تابعی نے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ ہم سے بیان کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے اسے روایت کی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حضور پر نور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جس رات میں مجھے اسری ہوا میں نے دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ ایک مرد ہے۔ گندم گون، دراز قد بدن کے مضبوط او سخت، گویا کہ وہ قبلہ شنوہ کے مردوں میں سے ہیں۔ اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ کو کہ ایک مرد میانہ قد، میانہ بدن مائل سرخی و سفیدی، سیدھے بالوں والا ہے۔

(فسطی) اس حدیث نبوی میں شب اسری کا ذکر خیر آیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے (روایت عیسیٰ سرخلاص جو عامیہ جو الخلق الی الحیۃ والبیاض) سبط الیاس) سبط الیاس کے معنی ہیں کہ ان کے سر مبارک کے بال مبارک سیدھے لمبے تھے۔ اور الی الحیۃ والبیاض جو فرمایا گیا

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدوں کا حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ لکھنا کہ وہ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے صحیح نہیں ہے حضرت امام بخاری نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھا گئے۔ مریم عیسیٰ سے ان کے زخموں کا علاج ہوا۔ پھر ملک کشمیر میں آئے شہر سرینگر میں ان کی قبر ہے۔ اور یہ بھی نہیں لکھا کہ ایک مثل مسیح اس امت میں سے پیدا ہوگا۔

۱۔ واضح ہو کہ صحیح بخاری شریف کی جلد اول پارہ ۱۳ میں کتاب الانبیاء میں پیغمبروں کا ذکر خیر کیا ہے۔ حضرت آدم حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت یوسف، حضرت اسمعیل، حضرت یعقوب، حضرت لوط، حضرت ایوب، حضرت موسیٰ، حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت زکریا۔ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے حالات کے متعلق حدیثیں درج کی ہیں۔ پھر ایک باب یوں باندھا ہے۔

رواد ذکر فی الکتاب مریم اذا انتبذت من اہلہا

اس کے بعد ایک باب یوں باندھا ہے "واذ قالت المملکۃ یومئذ ان اللہ اصطفاک، اس کے بعد باب یوں باندھا ہے واذ قالت المملکۃ یا مریم ان اللہ یبشئ لک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم" اس کے بعد باب ہے

یا اهل الکتاب لا تهلوا فی دینکم اور حضرت مسیح ابن مریم کا ذکر خیر کرتے ہوئے، لفظ "عیسیٰ" روایت کیا ہے اور الفاظ "عیسیٰ ابن مریم" بھی حدیث شریف میں آئے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۲۹ پر یوں باب باندھا ہے۔

"باب نزول عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم" اور حدیث نبوی اس طرح لکھی ہے

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ عقیقہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ حاکم عادل ہو کر سو وہ صلیب کو لٹے گا۔ اور قتل کرے گا سور کو اور لڑائی بند کر دے گا۔ اور مال کثرت سے ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے پھر حضرت ابوہریرہؓ صحابی فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو تو قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ لو "وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن"

# خاکساروں کی تعداد مشرقی کے اپنے قلم سے!

کو غلط اور کذب قرار دیا ماہ ستمبر کے آغاز میں خاکساروں کی تعداد چار لاکھ ظاہر کی گئی۔ اور ہر اکتوبر کو لکھنؤ میں مجلس سرکار خاکساروں کو جمع ہونے کا حکم صادر ہوا، مگر حکومت اپنی ستمناہ کوشش کے دوران میں کسی جگہ بھی خاکساروں کا اختراع سینکڑوں سے تجاوز نہ کر سکا۔ اسی اکتوبر کے مہینہ میں خاکساروں کے حامی ہریدہ مہدم لکھنؤ کی اراکیت برکی اشاعت میں اعلان کیا گیا کہ اس وقت تقریباً دس لاکھ نوجوان خاکسار تحریک میں شامل ہیں۔ فوجی ضبط و نظام سے آراستہ ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کی جنگی قابلیت رکھتے ہیں، یعنی ڈیڑھ ماہ کے اندر صرف سات لاکھ مزید نوجوان خاکسار تحریک میں شامل ہو گئے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی جنگی قابلیت اور فوجی ضبط و نظام سے بھی آراستہ ہو گئے۔ مشرقی صاحب نے مہدم کے مذکورہ بالا شذرہ کو بلا کسی تنقید کے "اکثریت باخون" نامی ٹرکیٹ میں شائع کر دیا ہے اگر یہ تعداد صحیح ہے اور سندوستان میں دس لاکھ خاکسار موجود ہیں تو ان کو ۲۵ لاکھ کی تعداد تک پہنچانے کے لئے صرف ایک دن کافی ہو گا۔ مشرقی صاحب نے ہر خاکسار کو ۱۵ ارجون تک، روزانہ دو خاکسار برتنی کرنے کا جو حکم دینے اس حساب سے ۶ ماہ کے عرصہ میں خاکساروں کی تعداد ۹۰ کروڑ اور ساٹھ لاکھ سے زائد ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ سندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۹۰ کروڑ سے بھی کم ہے اور غیر مسلموں کی تعداد شامل کرنے کے بعد بھی سندوستان کی آبادی ۳۵ کروڑ سے زائد نہیں۔ ہمارے جیسے ریاضی سے نااہل اشخاص اس مہدم کے حل سے قاصر ہیں۔ اس لئے مشرقی صاحب ہی اس مہدم کا حل کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے متعلق ان کے سوانح حیات میں محمد سرفراز صاحب سالار لاہور لکھتے ہیں۔

"۱۹۰۹ء میں (مشرقی صاحب نے) ریاضی کے ٹرائی پوس

آئز کا امتحان جو دنیا میں علم اب کا سب سے بڑا

امتحان تسلیم کیا گیا ہے تین سال کے بجائے دو سال

میں نہ صرف پاس کیا بلکہ درجہ اول میں رہے اور ریکارڈ یعنی

پہلوان کا خطاب حاصل کیا" (رجویدہ اصلاح ۲۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

اب ہم علم حساب کے اس پہلوان سے اس حسابی معرکہ کا

حل دریافت کرنا چاہتے ہیں اور خاکساروں سے درخواست

کرتے ہیں کہ اپنے قلم کو اس معرکہ کے حل پر بھجور کریں۔ غریب مولوی

تو بقول مشرقی "قرہ قافلہ روزنہ وشن قلی اغوذہ" جس کا ہر

حساب غلط ہے وہ صرف رات کو باسی روٹیاں گن کر چینا جانتا

ہے اور اس میں بھی اگر روٹیاں زیادہ ہوں اور آٹے پورے نہ

ہیں گھٹنوں تک غلطی کرتا رہتا ہے۔" (غلط مذہب)

مگر یوں سے حسابی پہلوان کا خطاب حاصل کرنے والا

مشرقی اپنے اس "درست اور سوچ سمجھ کر" ہوئے صحیح اندازہ

کو درست ثابت کرے۔

علامہ مشرقی ایک مانا جوار یا ضی دان ہے اس نے یکم ستمبر کے اصلاح میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس سے خاکساروں کی موجودہ تعداد پر روشنی پڑتی ہے۔ آج میں اس مضمون کو بحث میں لانا چاہتا ہوں۔

مشرقی نے اعلان کیا ہے کہ چھپس لاکھ نئے خاکسار بھرتی کئے جائیں۔ اس سلسلے میں صفحہ ۷ پر سولے حروف میں لکھا ہے۔

"الغرض ان سات قسموں میں آنے والے خاکسار یہی آج سے ۱۵ ارجون تک اگر اس امر کا اپنے خدا سے عہد کر لیں کہ وہ روزانہ کم از کم دو خاکسار یہی تحریک میں داخل کریں گے تو چھپس لاکھ کی تعداد جون ۱۹۳۲ء تک یقیناً پوری ہو سکتی ہے۔ یہ اندازہ نہایت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔"

تبصرہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء تک ۳۱ دسمبر ۳۱ جنوری ۲۹ فروری ۳۱ مارچ ۳۰ اپریل ۳۱ مئی ۱۵ جون ۱۹۸

اس لئے خاکساروں کی موجودہ تعداد ۲۵ = ۶۲۵۰ اس سے معلوم ہوا کہ خاکساروں کی موجودہ تعداد سات سرار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ اور یہ حساب چونکہ علامہ صاحب نے سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ اس لئے اس میں غلطی کا کوئی شائبہ نہیں۔

ناظرین سات قسموں کے لفظ سے دھوکے میں نہ پڑیں یہ ایسی قسمیں ہیں کہ ان میں سے کوئی معمولی خاکسار بھی نہیں جھوٹ سکتا۔ حتیٰ کہ ملازم خاکسار بھی نہیں بچ سکتے۔

ملاحظہ ہو اصلاح یکم دسمبر ۱۹۳۲ء خاکساروں کو اپنی اس تعداد کو تسلیم کرو۔ یا علامہ کی غلطی کا اعلان کرو۔ (مومن سرحدی)

شمس الاسلام مومن سرحدی نے مشرقی کے خاکساروں کی تعداد مشرقی کی اپنی تحریر سے چھ سزار دو سو چاس ثنائیت کر دی ہے اب مشرقی صاحب کے لئے اس تعداد کو زیادہ بتلانا اپنے آپ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ افسوس ہے کہ خاکساروں کی تعداد کے بارے میں ہمیشہ کذب و مبالغہ سے کام لیتے رہے ہیں ماہ اگست ۱۹۳۲ء میں تمام سندوستان میں خاکساروں اور ان کے معاونین کی تعداد تین لاکھ بتلائی گئی تھی۔ انیکلو انڈین جرائڈ نے خاکساروں کی تعداد پر دو سو اسی دھار مقالات تحریر کئے۔ اور اس نظام کا بے پناہ پراسیدہ کیا۔ مگر ان جرائڈ نے بھی تین لاکھ کی تعداد

## مشرقی کی پولیکل فلازی

مشرقی صاحب نے اخبار اصلاح مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۲ء کے مقالہ افتتاحیہ میں بعنوان "انگریزوں سے دوستی کا نتیجہ" حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا۔

"غد کے بعد مسالوں نے انگریزوں سے دوستی پیدا

کی تھی۔ اور انتظار یہ تھی کہ شاید اسی طرح ہل منڈ سے

چڑھے۔ اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ دوستی بے معنی

تھی۔ انگریز کسی کے نہیں۔ حاکم محکوم کی دوستی نہیں

ہے۔ انگریزوں کو یہ یاد نہیں کہ انہوں نے سندوستان کن

سے لیا تھا۔ اور یہ لوگ کیونکر کسی سو برس تک ایسی تکلیف

حکومت کرنے میں کامیاب رہے۔ سر سید علیہ الرحمۃ کا

پھیلا ہوا انجیل کو گروے چٹے انگریز مسلمانوں کے دوست

ملکہ ان کی بی بی سہی سلطنتوں کے تحفظ میں آج مس

چکا ہے اور انگریزوں کے چھپے ۵۰ برس کے داخلی اور

خارجی عمل نے مسلمانوں کو کم از کم انگریز شناس بنا دیا ہے

۱۹۳۲ء میں ہی مشرقی صاحب جیگ پور کے

موت پر سچاس سزار سپاہیوں کی پیشکش کرتے ہوئے واکس لائے

سند کو "انگریز شناس" مسلمانوں کی انگریزوں سے غیر مشروط و فاداری

اور دوستی کا یقین دلاتے ہیں۔ اور اپنے ٹرکیٹ "اکثریت

باخون" میں اپنے دلی جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے

ہیں:-

"ہم انگلستان کو سچے دل سے اپنا حقیقی دوست مہانا

چاہتے ہیں۔ کم و بیش پچھلے دو سال کا انگریزی آؤں

کے تلخ تجربہ نے تمام رعیت پر نہایت کر دیا ہے کہ انگریز

بطور حاکم بہت زیادہ بہتر ہے (صفحہ ۴) مسلمان کا خون

سندوستان کی حفاظت تیرہ سو برس سے کرتا آیا ہے اور

اس وقت سے کر رہا ہے۔ جب سے کہ انگریزوں نے

ہندوستان میں قدم رکھا۔ ہم مسلمان اس خون کو آئندہ بھی

دینگے۔ اور بے دریغ دیتے رہینگے۔ لیکن اگر سندوستان

پر حکومت کرنا انگریز کے بس کا روگ نہیں رہا۔ اور نسبت

اس ملک پہنچی ہے کہ مالی چھوڑ کر لمبوں اور شاہبازوں

کے سپرد کر دے۔ تو ہم مسلمان فیہ لموتے وقت انگریز

کے سامنے دنیا کی نقاب سیاست کھولینگے اور تاہینگے

کہ دنیا پر حکومت کی تاریخ خون کے روتے سے لکھی ہے

(صفحہ ۱۱)

## خاکسار سے علیحدگی

میں تحریک خاکساراں سے آج مورخہ ۱۹

سے اختتام کرتا ہوں۔ اور ذریعہ اخبار خاکسار

تحریک سے ہر خواص و عام کو اپنی علیحدگی و

بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔

المشتاکھی - فضل عظیم درد بھیروی - ولد حاجی

مستری محمد ذبیح صاحب - سابق سالار ادارہ خاکسار

(کعبہ سیرہ)







بقیہ ص ۱

## اسلامی جہاد

کا پہلا مرکزی کمیٹی منعقد ہوا تحریک کے قارئین کے پاس نہ تو یورپ کی ڈگریاں ہیں نہ ہی ان میں سے کوئی مغربی یا مشرقی یا شمالی علامہ ہوئے گا مدعی ہے۔ نہ ہی ان کے پاس سیم وز کے انبار ہیں۔ اور نہ ہی تحریک کے چلانے والوں نے سب سے پہلے نام سے قربانی کی کھالوں اور کڑوں کی رقم جمع کی ہیں۔ نیز ان کے پاس پراپیگنڈا کے وسیع ذرائع بھی موجود نہیں۔ سرمایہ دار طبقہ یا حکومت وقت سے بھی کسی مرحلہ پر کسی اعانت کی توقع نہیں۔ مابین ہمہ ان کے قلوب ایمان و اسلام کی لغت سے مالا مال اور خلوص و انثار کے جذبہ سے بھر پور ہیں۔ ان کے جذبہ خلوص نے فلاح و کامرانی کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ ان کے عزم صمیم کے سامنے موانع و مصائب کے پہاڑ قائم نہ رہ سکے۔ ان کی انہنگ مساعی کا شاندار نتیجہ آج آپ کے سامنے موجود ہے اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے راولپنڈی کے غریب انصار نے انتہائی قربانی سے کام لیا، دور و دراز مقامات سے عدم مابیل پہل سفر کر کے شامل ہوئے والے نوجوانوں کا جذبہ عمل قابلِ داد ہے۔ کئی کئی دن کڑا کر کے جاڑوں میں پہاڑ دوڑا اور میدان کا سفر کرتے ہوئے راولپنڈی جیسے سرد مقام پر پہنچا قرونِ اولے کی یاد تازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ ہم فخر سے ساتھ کر سکتے ہیں کہ سندوستان بھریں کوئی ایسی جماعت موجود نہیں جس کے کارکنوں نے پراپیگنڈا کے فن سے نا آشنا ہونے کوئے انتہائی غربت و افلاس کے باوجود کسی غیر سے ایک پیسہ جذبہ لئے بغیر اپنی تحریک کو اس قدر ہم گیر، وسعت پذیر اور جاذبِ قلوب بنادیا ہو۔ یہ غر حصر تحریک "فوج محمدی" کے قارئین کو ہی حاصل ہے ممکن ہے کہ بعض ایسی جماعتیں اس امر کی مدعی ہوں۔ کہ انہوں نے بھی جذبہ لئے بغیر اپنی اپنی تحریکوں کو فروغ دے لیا ہے مگر ان کا یہ زبانی دعوئے حقیقت اور واقعات کی کسوٹی پر درست ثابت نہ ہوگا۔ ان کی تحریک کی پشت پر کسی سرمایہ دار طاقت کا ہاتھ ہوگا۔ یا کسی سرمایہ دار کا دستِ کرم ان کی طرف دراز ہوگا ان کے پاس بہت امانی کے نام سے ہزار ہا روپیہ جمع ہوگا ان کے پاس شخصی و نامعلوم ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت موجود ہوگی۔ بہر حال ہمارا مقصد کسی جماعت کے دعاوی پر جرح کرنا نہیں۔ ہم صرف یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ "فوج محمدی" کی تحریک کی کامیابی کا اصل راز کارکنوں کے جبروت، انکسار، استقلال اور خلوص و انثار کے جذبہ میں مضمر ہے اور انشاء اللہ اسی جذبہ کی بنا پر ہی تحریک ملک کے طول و عرض میں دن بدن وسعت پذیر ہوتی جائے گی۔ اور مسلمانوں کے لئے فلاح و دین کا موجب ہوگی۔ و ما ذلک علی اللہ بجزیر

برادران ملت اور میر سے عزیز بھائیو! آج ماہ پرستی، الحاد پرستی اور لامذہبیت کا زمانہ ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم محمدی کیوں کہلاتے ہو۔ محمدی کہنا بہت پرستی ہے ہنرم کی تیلری جو ہم ایسے مختصر فیض کو بنلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں لین، پڑا لکشی اور مارکس کی نظریوں کا مطالعہ اور مسلولینی اور مارکس کی عسکری تنظیم کی نقل اتارنا ہے۔ ہمیں مشرق و مغرب کے کفار و ملحدین کی تے چاٹنے سے فرصت ہی نہیں مل سکتی۔ تم بھلا قلبِ مومن

کا گہرائی تک کیسے پہنچ سکتے ہو۔ ہمیں مسلمانوں کی رگ چٹ متاعِ حیات و سرمایہ حیات کا ادراک و احساس بھی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اگر دنیا میں زندہ ہیں تو صرف اسلئے کہ محمد بن عبد اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کریں اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ ورنہ خدا لک ڈھکسٹ کا وعدہ ان کے ذریعہ پورا ہو۔ الذین یتبعون الرسول البتہ الا فی راۃ کے مقدس گروہ میں اس کا شمار ہو۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں

ایک عشق و جبرائیل دل باختہ  
جلوہ ہائے خویش را نشناختہ  
در دل مسلم مقام مصطفیٰ ست  
آروے ماز نام مصطفیٰ ست

یہی جذبہ مسلمانوں کی زندگی کا سہارا ان کی حیات اجتماعی کا دلچیز اور غیرت قومی کے اظہار کا وسیلہ ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ مسلمان لا کھ ہوئے ہوں مگر نام محمدی سمجھی تیار ہو جاتے ہیں سر اپنا کٹانے کو رب العالمین کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر اور کوئی راستہ نہیں، توحید والو اسطہ مقبول مگر بلا واسطہ سرگز مقبول نہیں اسی لئے قرآن مجید کے ذریعہ اقضائے عالم میں اعلان کر دیا گیا۔

قُلْ اِنِّیْ کُنْتُ مَحْجُوۃٌ  
اللّٰہُ فَاتَّبَعْنِیْ یُحْیِیْکُمْ  
اللّٰہُ وَیُخْرِیْکُمْ لِمَکْدُوۡرٍ کَیۡدِہٖ  
وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ  
اے محبوب تم فرما دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو  
جاؤ اللہ تمیں دوست رکھے گا اور تمہیں  
گنہگاروں کو اللہ بخشنے والا بلین  
خدا کے محبوب و منظور مقبول بننے کا واحد ذریعہ یہ ہے

کہ سرگز مقبول بنو گے راہ گزیر  
اسی لئے ہم "محمدی" کہلاتا نظر سمجھتے ہیں۔ ہماری تنظیم کا دار و کتاب وسنت پر ہے۔ ہم شریعت اسلامیہ کے احکام کی پابندی کے بغیر کسی فلاح کے حصول کے قابل نہیں ہم اپنی تحریک و تنظیم کے اصلی قائد و ڈکٹیٹر اور غیر مشروط و مطلق مطاع ہوتے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو تسلیم نہیں کرتے۔ چاہے قارئین میں سے جو بھی ہمیں شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی کے لئے کہے۔ ہم اس کو صحیح راستہ پر لانے بغیر نہ رہیں گے ہمارا امیر یا قائد شریعت اسلامیہ کا نافذ کرنے والا ہوگا۔ مگر اسے شریعت اسلامیہ میں کسی قسم کی ترمیم یا تغیر و تبدل یا اختراعات کا حق حاصل نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں آج کل کے لادہ کے اس قول کو کہ "بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ میں بحیثیت امت کے زندہ امیر ہونے کے مطاع تھے اور اب آپ کی اطاعت ہم پر واجب نہیں" سراسر کفر و بدایاں قرار دیتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول مطاع تسلیم نہ کرنا قرآن مجید کے واضح حکم مآرسلنا من رسول الا لیطاع ما ذن اللہ کے قطعاً خلاف ہے نیز اطاعت رسول سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانی، وقتی، قوری اور بالمشافہ احکام کی اطاعت مراد لینا نفسِ مرتج کے خلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطاع ہرگز موجود نہ تھا کسی خاص زمانہ، خاص ملک یا خاص قوم کے ساتھ مخصوص تھا،

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قیامت تک کے بنی نوع انسان کے لئے عام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف عرب و عجم، اسود و احمر کے مطاع ہیں بلکہ الی قیام الساعۃ کا ذلنا اس اور آخرتہ للعالمین ہیں۔ سراج اور نور معلم اور مرکز ہیں۔ میدان محشر میں بھی حوض کوثر کے مالک اور گنہگار ان امت کے شفیق ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی مستی کو مطاع مطلق تصور کرنا ختمِ سنت کے اسلامی عقیدہ کے قطعاً خلاف ہے انبیاء کے بغیر اور کسی انسان کی غیر مشروط و مطلق اطاعت جائز نہیں۔ مسلمان مجاہدین اسلام کی جماعت کے اپنے آپ کو محمدی قور کے نام سے موسوم کر کے ملائکہ کے اقبال سے ہزاروں کا عمل اطاعت کیا

ہمارا ان سے کیا کیا گیا  
نصیب العین  
لنصب العین  
چوٹیوں سے کیا گیا تھا جس کو خداوند کریم کی مقدس اور آسمانی کتاب میں ہر زمانہ کے مسلمانوں کی ہر امت کے لئے بیان کیا گیا تھا  
قل ان حلالی وحلالی تم راؤ شکر میری ادا میری  
و محبتی و حلالی للہ رب قرانیان اور میرا جیسا اور میرا صاحب  
الحلوین لا شریک للہ اللہ کے لئے ہے۔ جو رب ساد و جان  
وین اللات احیت و انا کا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں  
اول المسلمین۔ مجھے ہی حکم ہوا ہے وہیں سب  
رسول الانعام ۱۱ سے چلے مسلمان ہوں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا سر و عمل اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے وقت ہو۔ ہمارا سب سے بڑا مقصد شعارِ اسلامیہ کی حفاظت اور ہر شیطانی طاقت کے دہل و تلبیس سے اسلام کی تعلیمات کو صاف ایک رکھنا ہے۔ اس کے لئے ہم تائید و ترویج کے طالب ہیں۔ خدا ہمارا ناصر و معاون ہوگا۔ فوج محمدی کا ہر مجاہد اللہ کے دین کا سپاہی، محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی اور آپ کے پیغام کا محافظ اور اسلام کی سیرت و حدیث و روایت کا حامل ہے۔ خدا کی تفسیر اس کے شامل مال ہوگی۔ اور اللہ کا لطف و عزم اسے دینا و آخرت میں فائز المرام کرے گا۔ (باقی آئندہ)

## خاکساری ندب

ولانا ظہور احمد صاحب گوی کی ایک معرکہ الہا تقریر جس نے خاکساری ملتوں میں ہلچل میدا کر دی ہے۔ اور جس کا جواب آج تک خاکساروں کی طرف سے شائع نہیں ہوا۔ قیمت ایک پیسہ  
رمیجر شمس الاسلام بمیرہ پنجاب